اے قُدس... ہم ہی ہیں پاسباں تیرے!
استاد اُسامہ محمود حفظہ اللہ
ادارہ السحاب، برِصغیر
As-Sahab Media (Subcontinent)
جمادی الاول 1439 ھ

اے قدس! ہم ہی ہیں پاسباں تیرے

بسم الله الرحمان الرحيم، الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على رسوله الكريم، رب الشرح لي صدري ويسر لي أمري واحلل عقدة من لساني يفقهوا قولي!

برصغیر اور پوری دنیا کے میرے عزیز مسلمان بھائیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بیت المقدس انبیاء کی سرزمین ہے، قبلہ اول مسجد اقصیٰ یہاں موجود ہے، رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے سفر معراج کی یہ یادگار ہے اور حرمین شریفین کے بعد ہمارے لیے مقدس ترین مسجد یہی مسجد اقصیٰ ہے، آج اسی بیت المقدس کو امریکہ نے اسرائیل کا دارالحکومت اعلان کیا ہے... یہ ایک انتہائی اہم واقعہ ہے، ایک گہرا زخم ہے مگر میرے عزیز بھائیو! یہ واقعہ اور یہ حادثہ کوئی آج اچانک پیش نہیں آیا، اس سے پہلے ایسے حادثات کا ایک تسلسل ہے کہ جن پر بطور امت ہماری بے حسی اور خاموشی جب رہی تو آج یہ دن ہمیں دیکھنا پڑا۔ ہر واقعہ ہمیں خیر وشر سمجھانے، دوست و دشمن پہچاننے اور خواب غفلت سے جگانے اور اٹھانے کے لیے کافی تھا مگر افسوس کہ ہم نہیں جاگے...

خلافت عثمانیہ کا خاتمہ ایک المناک حادثہ تھا، پھر عالم اسلام کے عین قلب میں اسرائیل قائم کرنا، بندر اور خنزیر کی اولاد یہود کا مسجد اقصیٰ پر قابض ہو جانا اور لاکھوں مسلمانوں کو یہاں سے دربدر کرنا ایک ہلا دینے والا واقعہ تھا، اس کے بعد فلسطین ایک بدترین قید خانے میں بدل گیا، عزتیں پامال ہوتی رہیں، خون مسلم بہتا رہا... واقعات اور حادثات کی ایک لڑی ہے جو بنتی گئی، ایسی لڑی کہ جس سے حق اور باطل اور سود و زیاں کی پہچان بالکل بھی مشکل نہیں رہی مگر افسوس کہ اس پہچان کی توفیق ہمیں بطور امت نہیں ہو سکی۔

عزیز بھائیو! یہودی جرائم کا ذمہ دار نہ کبھی اکیلے اسرائیل تھا، نہ ہے اور نہ رہے گا، ان کی بنیاد صلیبی یورپ نے اس وقت رکھی جب اس نے عالم اسلام کے قلب میں اس یہودی ریاست کا خنجر گھونپا، یہ اسرائیل اُن صلیبی جنگوں کا نتیجہ ہے جو برطانیہ، فرانس اور روس نے استعمار کے نام پر ہمارے خلاف لڑیں۔ پھر جدید عالمی نظام ظلم جب وجود میں آیا اور عالم کفر کی سرداری امریکہ کو منتقل ہوئی تو اس کے ساتھ ہی امریکہ نے دنیائے صلیب کی اس ناجائز اولاد کو بھی گود لیا اور پھر وہ دن اور آج کا دن، اسرائیل کی بقاء، اس کے دفاع اور اس کی تقویت کی تمام تر ذمہ داری اس ظالم امریکہ نے سنبھال لی، اسرائیل کے ہر ظلم کو امریکہ نے عدل کہا، اس کی ہر زیادتی کو امریکہ نے جائز اور ناگزیر ضرورت کا نام دیا اور ہر فورم، ہر میدان میں اس نے اسرائیل کی مدد کی...

دوسری طرف ہمارے سروں پر جن خاندانوں کو یہاں حاکم بنا کر چھوڑا گیا ان کا اول کام اپنے آقاؤں کی غلامی رہا، جب بھی فلسطین میں انتفاضہ اٹھا، اس سے مجاہدین امت کو دور رکھنے اور اس انتفاضہ کی پیٹھ میں چھرا گھونپنے کی خدمت عالم عرب کے ان خائن حکمرانوں نے انجام دی۔ ان ظالموں نے اللہ کے مقابل، اسلام کے مقابل عرب قومیت کی پوجا کرائی، انھوں نے اپنے آپ کو ہیرو دکھانے کی خاطر ایک آدھ بار اسرائیل کو آنکھیں بھی دکھادیں مگر اللہ کے باغی اور نفس و شیطان کے غلام امت کے یہ غدار عالم کفر کے مقابل کہاں کھڑے ہو سکتے تھے، یہ منہ کے بل گرے اور ایسے گرے کہ پھر یہود کے تلوے چاٹنے میں ہی انہوں نے اپنا تحفظ اور مفاد دیکھا۔ پھر جنگ خلیج کو بہانہ بنا کر جب عالم اسلام کے دل حرمین شریفین کے گرد بھی امریکہ نے اپنی صلیبی افواج اتاریں، تو یہ حقیقت ایک دفعہ پھر واضح ہو گئی کہ امریکہ، اسرائیل اور عالم اسلام پر مسلط یہ مقامی طواغیت سب ایک ٹولہ ہیں اور ہر ایک کا مفاد دوسرے سے وابستہ ہیں۔ ایسے میں اللہ کی رحمتیں ہوں مجدد جہاد شیخ اسامہ بن لادن پر... آپؒ نے امت کو اس کے دشمن اول امریکہ کی پہچان کرائی... آپؒ نے امریکہ کے خلاف اعلان جہاد کیا، نظام ظلم کے اس محافظ اور سردار کو سانپ کا سر کہا اور اپنی مظلوم امت کو سمجھایا کہ اسرائیل کا بیت المقدس پر قبضہ ہو یا عالم اسلام پر ان خائنوں کا تسلط، ان سب کا محافظ اور پشتی بان یہی امریکہ ہے، لہٰذا امریکہ کی طاقت توڑے بغیر اسلام اور اہل اسلام کی آزادی کا خواب کبھی شرمندہ تعبیر نہیں ہو گا۔

آپ رحمہ اللہ نے یہ مبارک قسم کھائی کہ ["أقسم بالله العظيم، (قسم ہے، اللہ کی ذات عظیم کی) الذي رفع السماء بلا عمد (جس نے آسمان کو بغیر ستون کے کھڑا کیا ہے)، لن تحلم أمريكا ولا من يعيش في أمريكا بالأمن (امریکہ اور امریکہ میں رہنے والے کبھی خواب میں بھی امن نہیں دیکھ سکیں گے)، قبل أن

نعيشه واقعاً في فلسطين(جب تک ہم فلسطین میں حقیقی امن نہ دیکھیں)، وقبل أن تخرج جميع الجيوش الكافرة من أرض محمد صلى الله عليه وسلم(اور جب تک تمام کافر افواج سرزمین محمد ﷺ سے نکل نہ جائیں)".

میرے عزیز بھائیو! مجاہدین کا ہدف امریکہ تھا، شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ نے یہود اور صلیبیوں کے خلاف جہاد کی پکار دی تھی۔ ان مجاہدین نے ریاض کی حکومت گرانے کی دعوت نہیں دی تھی، انھوں نے اسلام آباد کی طرف بھی اپنے ہتھیاروں کا رخ نہیں کیا تھا، انھوں نے امریکہ کو مارا اور امریکہ ہی کو مارنے کی طرف امت کو بلایا! مجاہدین نے گیارہ ستمبر کے مبارک حملے کیے تو یہ امریکہ پر ہوئے، یہ اسلام آباد، ریاض اور قاہرہ پر نہیں ہوئے، مگر گیارہ ستمبر کے بعد اسلام آباد سے قاہرہ اور ریاض تک کے یہ بادشاہ اور یہ جرنیل مجاہدین کے راستے میں حائل ہوئے، انھوں نے حزب اللہ اور حزب الشیطان کے مابین اس معرکے میں ہمیشہ کی طرح شیطان عصر ہی کی اطاعت، حمایت اور حفاظت کا راستہ چنا، ان سب نے اپنی فضائیں، سمندر اور زمینیں امریکی افواج کے سپرد کر دیئے، امریکی جنگ کو اپنی جنگ کہا، امریکی دفاع کے لیے ہی انھوں نے اپنی ہی قوم کے امن کو داؤ پر لگایا، وہ مجاہدین جو قدس کی آزادی کے لیے نکلے تھے اور جنہوں نے یہودیوں اور صلیبیوں کو مار بھگانے کی قسم کھائی تھی، یہ جرنیل اور حکام انہیں چن چن کر شہید کرنے لگے، انہیں پکڑ پکڑ کر امریکیوں کے ہاتھوں بیچا، اپنے جیل اور عقوبت خانے ان سے بھر دیئے گئے اور جس نے بھی جہاد کی نصرت کی ان کی بستیوں کی بستیاں اجاڑ کر رکھ دیں۔

افسوس کہ ان خائن حکمرانوں نے یہ سچ پھر بھی نہیں کہا کہ وہ بیت المقدس کا سودا کر چکے ہیں، انہیں اپنی عیاشی اور حکمرانی عزیز ہے اور اس کی خاطر ہر کفر کا ارتکاب اور ہر ظالم کا ساتھ دیناوہ عین عدل اور انصاف سمجھتے ہیں۔ فلسطین کو انہوں نے بیچ دیا تھا مگر فلسطین کا ذکر ان خائنوں نے اب بھی نہیں چھوڑا، عملاً یہ امریکہ اور اسرائیل کے ہم نشین رہے مگر فلسطین کے نام پر مذاکرات، کانفرنسوں اور قرار دادوں جیسے ڈراموں سے یہ اب بھی باز نہیں آئے، آدھے سے زیادہ فلسطین پر یہودیوں کا حق انھوں نے کھلم کھلا طور پر خود سے تسلیم کیا۔ ۱۹۶۷ والی حدود کو اصل حدود مانا گیا، حالانکہ ٦٧ سے پہلے کا اسرائیل بھی مقبوضہ فلسطین ہی ہے، یہ بھی وہ اسلامی سرزمین ہے جسے آزاد کرانے کے لیے پوری امت پر جہاد فرض عین ہو جاتا ہے۔ دو تہائی فلسطین دیکر محض ایک تہائی ٹکڑے کی یہ بھیک مانگنے لگے، مگر امریکہ امریکہ ہے، اپنی اسلام دشمنی چھپانا ان خائن حکمرانوں اور غدار جرنیلوں کی ضرورت ہے، امریکہ کی نہیں! اس لیے آج انتہائی ڈھٹائی کے ساتھ اس امریکہ نے پورے بیت المقدس پر یہود کا حق قرار دیا۔

میرے بھائیو!

آج جو فلسطین ہمارے لیے آزمائش ہے، عین اسی فلسطین سے ہم سے پہلے ان بنی اسرائیل کو بھی آزمایا گیا تھا۔ موسی علیہ السلام کے دور میں اس فلسطین پر مشرکین قابض تھے اور اللہ نے موسی علیہ السلام کی زبانی اسے ان کفار سے لینے کا حکم دیا۔ موسی علیہ السلام نے فرمایا[يَا قَوْمِ ادْخُلُوا الْأَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِي كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ (اے قوم اس مبارک زمین میں داخل ہو جاؤ جسے اللہ نے تمہارے لیے مقرر کیا ہے)] تو جواب میں انھوں نے کہا[قَالُوا يَا مُوسَىٰ (کہا اے موسیٰ) إِنَّ فِيهَا قَوْمًا جَبَّارِينَ (اس میں طاقتور قوم ہے) وَإِنَّا لَن نَّدْخُلَهَا حَتَّىٰ يَخْرُجُوا مِنْهَا (اور ہم داخل نہیں ہونگے جب تک یہ خود سے نہیں نکلتے) فَإِن يَخْرُجُوا مِنْهَا فَإِنَّا دَاخِلُونَ (اگر یہ خود نکل جاتے ہیں تو ہم پھر داخل ہو جائیں گے)]، اسی طرح موسیٰ کو یہ بھی کہا[فَاذْهَبْ أَنتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا (تم اور تمہار رب جاکر ادھر لڑو) إِنَّا هَاهُنَا قَاعِدُونَ (ہم ادھر بیٹھے رہیں گے)] یہ جہاد و قتال سے انکار تھا اور اس پر اللہ کی ناراضگی اتری: قَالَ (ارشاد ہوا) فَإِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ أَرْبَعِينَ سَنَةً (پس یہ زمین ان پر چالیس سال تک حرام ہے) يَتِيهُونَ فِي الْأَرْضِ (زمین میں بھٹکے پھریں گے) فَلَا تَأْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ (پس فاسق قوم پر غم زدہ مت ہو)]۔۔ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل نے اللہ کے حکم کی مخالفت جب کی تو اللہ نے اُنہیں صحرائے تیہ میں دھکیلا، منزل تک پہنچنے کی توفیق اُن سے لی گئی اور وہ چالیس سال تک ٹھوکریں کھاتے رہیں، تفسیر سعدی کہتی ہے، لا يهتدون إلى طريق و لا يبقون مطمئنين۔ نہ اُن کو راستہ ملتا تھا اور نہ ہی وہ مطمئن رہتے تھے۔

میرے مسلمان بھائیو! آج بھی امریکہ سے لڑنے کو خودکشی کہا جاتا ہے، کہتے ہیں، اس کے خلاف لڑنا بے وقوفی ہے، پر امن اور سیاسی جدوجہد ہی راستہ ہے، پھر نان اسٹیٹ ایکٹرز کا جہاد تو جائز ہی نہیں ہے! جہاد تو صرف حکومت اور افواج کی ذمہ داری ہے، یہ دانشور کن حکومتوں اور حکام کی یہ ذمہ داری بتاتے ہیں؟ وہ جو استنبول میں

اکھٹے ہوئے! جنھوں نے زبان حال سے یہ اعلان کیا کہ امریکہ اور اسرائیل کے خلاف کھڑا ہونا ہمارے بس میں نہیں ہے... پھر عجیب یہ ہے کہ سوال تو پورے ارض قدس سے یہودیوں کو نکال باہر پھینکنے کا ہے، مشرقی و مغربی کیا سارے بیت المقدس اور پورے فلسطین کو ان کی خباثت سے پاک کرنے کا آج سوال ہے مگر یہاں... اس عملی قبضے اور بدترین جارحیت کے مقابل مشرقی بیت المقدس میں برائے نام سفارت خانہ کھولنے کا اعلان ہو رہا ہے، کسی ایک نے بھی امریکہ سے اپنا ناطہ نہیں توڑا، اپنے اپنے ممالک میں موجود امریکی اڈوں اور فوجیوں کو باہر نکالنے کی کسی ایک نے بھی خوشخبری نہیں دی، یہ سب حکام اور جرنیل امریکی اتحادی ہیں، کوئی نیٹو اتحادی تو کوئی نان نیٹو... کوئی ایساف کی شکل میں اس صلیبی لشکر کا حصہ ہے تو کوئی شام اور عراق میں اہل سنت کو قتل کرنے میں امریکہ اور روس کا شریک کار ہے، مذمتیں تو کی گئیں، امیدیں بھی دلائی گئیں مگر امریکی لشکر کا ساتھ چھوڑنے اور اس کی غلامی سے نکلنے کا اعلان کسی ایک سے بھی یہاں نہیں ہو سکا، کیوں!؟ اس لیے کہ إِنَّ فِيهَا قَوْمًا جَبَّارِينَ!! وہی بنی اسرائیل کا جواب ہے۔ امریکہ طاقت ور ہے، گویا نعوذ باللہ، اللہ ناراض ہو تو ہو مگر امریکہ کو ناراض کرنا ان سے نہیں ہو سکتا۔

پھر آج امریکہ نے جب خود سے ان کے ڈراموں کے لیے کوئی گنجائش نہیں چھوڑی تو اب کسی نئے سہارے کے ڈھونڈنے کے لیے انہیں کہا جا رہا ہے، کہہ رہے ہیں روس کی مدد لو، امریکہ کے مقابل اب روس کے قریب ہو جاؤ۔ گویا بیس لاکھ افغانی مسلمانوں کا قاتل، شام کے لاکھوں مسلمانوں کو آج خون میں نہلانے والا اور شیشان کے اہل ایمان کو ذبح کرنے والا یہ روس آج ہمیں ہمارا بیت المقدس لوٹائے گا، اسلامی ترکستان پر قابض یہ ملحد چین ہمیں ہمارا بیت المقدس دلائے گا، وہ چین جو ترکستانی مسلمان کے قرآن، نقاب اور داڑھی تک کا دشمن ہے اور جس نے برمی مسلمانوں پر ڈھائے گئے ایک ایک ظلم کی آج حمایت کی، یہ چین ہمیں یہود کے ظلم سے آج نجات دلائے گا۔ ان شیاطین کی کوشش ہے کہ امت کو جھوٹی امیدیں دلائیں، ایسی امیدیں دلائیں کہ یہ بھول بھلیوں میں تو بھٹکے، گمراہ و نامراد تو ہو مگر اُس راستے پر یہ نہ چلے کہ جس پر چل کر غلامی کی زنجیریں توڑی جا سکیں۔

ع بتوں سے تجھ کو امیدیں، خدا سے نومیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے؟

میرے مسلمان بھائیو! امتحان ہمارا ہے، اللہ کے احکامات آج ہم سے مخاطب ہیں، ہم میں سے ہر فرد سے پوچھا جائے گا، یہ امریکی طاقت، یہ اسرائیلی قبضہ، یہ ملحدین اور مشرکین کی صورت میں عالمی طاقتیں اور ہماری یہ ضعف در ضعف حالت، اس ساری صورت حال میں آزمائش کسی اور کی نہیں ہے، ہم مسلمانوں کی ہے! بیت المقدس ہی نہیں پورے فلسطین کو آزاد کرنا، تمام مظلوم مسلمانوں کی مدد کرنا اور اللہ کے دین کو غالب کرنا ایک دینی اور شرعی ذمہ داری ہے، اس کے لیے جہاد و قتال ہر اس شخص پر فرض ہے جو لا الہ الا اللہ پڑھتا ہے، ہمیں یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اکثریت کی دیکھا دیکھی چلنا، یہ دیکھے بغیر کہ اللہ کے احکامات کیا ہیں اور شریعت کا کیا مطالبہ ہے، لوگوں کو دیکھ کر اپنی رائے بنانا اور راستہ چننا تباہی اور بربادی ہے جبکہ اللہ کو راضی کرنے والے چند افراد ہی کیوں نہ ہوں تو وہ اللہ کے ہاں کامیاب اور کامران ہوں گے۔ امام بغویؒ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل سے جب بیت المقدس میں داخل ہونے کا مطالبہ ہوا تو اس وقت ان کی تعداد چھ لاکھ تھی، گویا چھ لاکھ افراد میں سے محض دو افراد نے اللہ کے حکم پر لبیک کہا اور جہاد کے لیے تیار ہوئے۔ چھ لاکھ افراد میں سے محض دو افراد!... اللہ سبحانہ و تعالی فرماتے ہیں: قَالَ رَجُلَانِ مِنَ الَّذِينَ يَخَافُونَ (کہا ان دو مردوں نے جو اللہ سے ڈرنے والوں میں سے تھے) أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمَا (جن پر اللہ نے انعام کیا تھا)، ان کی صفت کیا بتائی گئی؟ خدا خوفی ان کی صفت بیان ہوئی، اللہ کے اس خوف پر کسی اور کا خوف غالب نہ ہونے دینا ان کی وہ خوبی تھی کہ جس پر اللہ نے انہیں اطاعت کی توفیق دی، جس پر اللہ نے ان پر انعام کیا۔ اس لیے انھوں نے کہا ادْخُلُوا عَلَيْهِمُ الْبَابَ فَإِذَا دَخَلْتُمُوهُ فَإِنَّكُمْ غَالِبُونَ (داخل ہو جاؤ، چڑھ دوڑو اس ملک پر، جب تم داخل ہو گے تو اس وقت تم غالب ہو گے) وَعَلَى اللَّهِ فَتَوَكَّلُوا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ! (اور اللہ پر توکل کرو، اگر تم مؤمن ہو)۔ آج بھی اس امت کو ایسے توکل کی ضرورت ہے۔

میرے مسلمان بھائیو! آج بھی وہی تاریخ دہرائی جا رہی ہے۔ فلسطین وہی ہے، اس پر کفار کا قبضہ اسی طرح ہے، قابض کفار بھی ماضی کی طرح طاقت ور اور ظالم ہیں، جبکہ اللہ کا حکم بھی ہمارے لیے وہی جہاد فی سبیل اللہ کا ہے...... پھر بنی اسرائیل کی اکثریت نے جس طرح جہاد سے اعراض کیا آج بھی ایک طبقہ جہاد و قربانی سے انکاری ہے، علم و دانش کے نام پر من مانی تاویلات پیش ہو رہی ہیں۔ یہ طبقہ حق کو باطل اور باطل کو حق دکھانے پر مصر، مجاہدین کو دہشت گرد، انتہاء پسند اور تکفیری کہنے پر بضد ہے۔ پھر وہ لوگ جو جہاد و قتال کی نفی کر کے غیر شرعی راستوں سے امت مسلمہ کے زخموں کا علاج آج پیش کرتے ہیں، ان کے فلسفے ایک دفعہ پھر موشگافیاں ہی ثابت

ہوئیں، واللہ ان سے زیادہ بے دلیل اور منطق سے محروم کوئی نہیں ہے۔ ان کی مثال بھی صحرائے تیہ میں ٹھوکریں کھانے والے ان بنی اسرائیل کی سی ہے، انہیں نہ رستے کی پہچان ہے اور نہ منزل کا یقین، کاش آج تو ان کی یہ زبانیں بند ہو جاتیں... اے کاش یہ اپنی اس گمراہی اور ناکامی کا کم از کم آج تو اعتراف کر لیتے۔

لہٰذا میرے بھائیو!

اللہ کے ہاں سوال میرے اور آپ کے کردار کا ہو گا... کہ میں اور آپ ان مسائل و مصائب کے اسباب میں سے ایک سبب بن کر بیٹھے تھے یا ان کا حل بن کر کھڑے تھے؟ ہم نے امت کے ان زخموں کو کریدنے اور بڑھانے میں کردار ادا کیا تھا یا ان کا علاج کرنے والوں میں اپنا نام لکھوایا تھا... اگر تو ہم نے ان خائن حکمرانوں اور امریکی غلام جرنیلوں کو شرعی اولو الامر کہا اور ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر جہاد کو ملتوی سمجھا تو پھر ہمیں سمجھنا چاہیے کہ ہم بھی اس ذلت و رسوائی کا ایک سبب ہیں، ہم نے اگر دنیاداری، مفاد پرستی اور خود غرضی کو اپنا دین بنایا اور جہاد و قربانی کو نری جذباتیت یا بے وقوفی کا نام دیا تو ہم اعتراف کریں کہ امت کے مسائل کا ہم بھی سبب ہیں۔ کفر کے تراشیدہ جمہوری راستوں کو اگر ہم نے صحیح کہا اور دعوت و جہاد کے خالص نبوی منہج کو انتہا پسندی، شدت پسندی اور دہشت گردی کا نام دیا تو امت کے ان زخموں کا پھر ہم بھی سبب ہیں... لیکن اگر ہم نے شریعت کی اتباع کی، اللہ کے احکامات کے سامنے سر جھکایا، دعوت و جہاد کی تائید کی، جان و مال سے جہاد اور مجاہدین کا ساتھ دیا، زبان و قلم سے اللہ کے راستے میں لڑنے والے ان مؤمنین کا دفاع کیا تو یقین جانئے کہ ہم ان شاء اللہ، اللہ کے ہاں کامیاب اور کامران ہوں گے۔

یہاں ہم دنیا بھر کے مجاہد بھائیوں سے بھی مخاطب ہوتے ہیں کہ بیت المقدس کی آزادی ہو، دنیا بھر کے مظلوموں کی نصرت ہو یا اللہ کے اس عظیم دین کا غلبہ، اس کا واحد راستہ یقیناً جہاد فی سبیل اللہ ہے لیکن صرف وہ مجاہدین ہی اس امت کے زخموں کا مرہم بن سکتے ہیں جن کے جہاد کا مقصد شریعت کی حاکمیت تو ہو، مگر ساتھ ہی یہ شریعت وہ دوسروں سے پہلے اپنے اوپر نافذ کرنے والے بھی ہوں اور جو اللہ کے دشمن کفار کے لیے سخت اور اپنے مسلمان بھائیوں کے لیے نرم ہوں۔ اس امت مظلومہ کی نصرت ان مجاہدین کے ہاتھوں ہی ہو گی جو دعوت و جہاد میں عدل و انصاف کا عنوان بن جائیں اور جہاد بدنام کرنے والے نہیں بلکہ اپنے کردار سے اس کی محبت بکھیرنے والے ثابت ہوں۔ پس آیئے اپنے عمل سے ہم یہ ثابت کریں کہ ہم مجاہدین ہی اس امت کے محافظ اور حقیقی خیر خواہ ہیں... ہم اپنی امت پر ظلم ڈھانے والے نہیں بلکہ اس امت سے ہر ظلم ہٹانے والے ہیں، ہم مسلمانوں کے سروں پر مسلط ہونے کے لیے نہیں نکلے بلکہ انہیں ان کے حقوق دلانے کے لیے نکلے ہیں، پھر لاتشاور أحدا في قتل الامریکان، شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ کی یہ وصیت ہے کہ امریکیوں کو مارنے میں کسی سے مت پوچھو، سانپ کے سر اس امریکہ کو کچلنا ہمارے جہاد کا ہدف ہو، آیئے اپنے جہادی ضربوں میں امریکہ کو اس کا وہ حصہ دیں جس کا یہ مستحق ہے اور یہ اعلان ہم کریں کہ خراساں و برصغیر، یمن و مالی، صومال و شام بلکہ پوری دنیا میں ہم لڑ رہے ہیں مگر ہماری منزل بیت المقدس ہے، اور یہ اعلان بھی ہم کریں کہ بیت المقدس کے محافظ یہ خائن حکمران اور روپے پیسے کے پجاری یہ جرنیل نہیں، امت مسلمہ کے غدار اور اہل سنت کے قاتل یہ رافضی بھی اس کے وارث نہیں... ہم مجاہدین ہی اس کے پاسبان اور ہم اہل جہاد ہی اس کے محافظ اور وارث ہیں، ہم بیت المقدس کے لیے جئیں گے، بیت المقدس کے لیے مریں گے اور بیت المقدس ہی کی طرف انشاء اللہ اپنا یہ سفر جاری رکھیں گے۔ اللہ کی قسم وہ دن آئے گا اور ضرور آئے گا جب امت کے یہ جہادی لشکر فاتح بن کر بیت المقدس میں داخل ہوں گے، مسجد اقصیٰ پر توحید کا پرچم لہرائیں گے اور اللہ اور صرف اللہ کا دین اس دن غالب ہو گا۔ اللہ ہمیں اُس مبارک لشکر کا حصہ بنائے... اور ہمارا یہ وقت، صلاحیت اور خون اُس لشکر کی تیاری اور تقویت کا باعث بھی ثابت فرمائے، آمین یارب العالمین

اور آخر میں فلسطین کے اپنے مسلمان عوام اور مجاہد بھائیوں سے عرض کرتا ہوں کہ اس مبارک محاذ پر آپ کا رہنا، یہ مصائب در مصائب جھیلنا اور یہ نہ جھکنے کی تاریخ رقم کرنا ایک عظیم عبادت ہے، اس مبارک جہاد اور انتفاضہ کو جاری اور ساری رکھئے، باطل کے سامنے جھکنے اور شرعی مواقف سے پیچھے ہٹنے کی سیاست کا انجام ہم نے دیکھ لیا، یہ معرکہ اب اللہ اور صرف اللہ کے سامنے جھکنے سے سر ہو گا، اب جہاد کا وہ جھنڈا مزید قوت کے ساتھ اٹھانا ہو گا جس میں شرق و غرب کے سب مجاہدین آپ کے شانہ بشانہ کھڑے ہوں۔ اللہ آپ کی مدد و نصرت فرمائے،...

آمین یا رب العالمین، وصلی اللہ تعالی علی خیرخلقه محمد وآله وسلم،

والسلام علیکم و رحمة الله و برکاته